لیلۃ القدر کی لطیف تفسیر

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲ / جون ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ القدر کی تلاوت فرمائی:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (القدر)

رمضانِ مبارک اپنے تیسرے دہاکے میں یعنی آخری عشرے میں داخل ہو چکا ہے اور یہ وہ عشرہ ہے جس کا ایک مدت سے مسلمانوں کو انتظار رہتا ہے۔ رمضان میں داخل ہوتے ہی توجہ آخری عشرے کی طرف مائل ہونے لگتی ہے اور جوں جوں رمضان آگے بڑھتا ہے اس عشرے کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی تمنا اور بھی زیادہ بے قرار ہوتی چلی جاتی ہے۔ اس آخری عشرے میں وہ کیا بات ہے جس کے لئے مومن کا دل بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار کرتا ہے؟ وہ لیلۃ القدر ہے دراصل جس کی تلاش ،جس کی تمنا میں مومن اس سے زیادہ بے چینی سے لیلۃ القدر کی راتوں کا انتظار کرتا ہے جس طرح وہ اپنی محبوب ترین چیز کے لئے ہجر میں تڑپتا ہو اور پھر اس کے آنے کی خبر اسے مل گئی ہو اور آنے کی خبر تو مل گئی ہو لیکن ابھی آیا نہ ہو اور پھر یہ خطرہ بھی محسوس کر رہا ہو کہ وہ آئے گا تو مجھے مل بھی سکے گا کہ نہیں۔ وہ جو کیفیت ہے اس سے زیادہ شدید کیفیت ایک عارف باللہ کے دل میں لیلۃ القدر کے

انتظار میں پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ دنیا کا محبوب تو اب نہ آیا تو پھر آ گیا اور اس کا آنا اور جانا عارضی حقیقتیں ہیں اور وہ لذتیں جو پیچھے چھوڑ کر جاتا ہے وہ بھی اس قدر عارضی ہوتی ہیں کہ بسا اوقات ان کی یاد لذت پیدا کرنے کی بجائے دکھ پیدا کر دیتی ہے، یعنی لذتیں بھی عارضی اور ان کی یاد بھی دکھ کا موجب لیکن جس لیلۃ القدر کی مومن انتظار کرتا ہے اس کی بالکل مختلف کیفیت ہے۔ وہ اگر چند لمحوں کے لئے بھی آئے تو ساری زندگیاں سنوار جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اُلف کا لفظ عربی میں صرف ہزار کے لئے نہیں بولا جاتا بلکہ تکمیل عدد کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح باقی زبانوں میں لاکھ، دس لاکھ، کروڑ، ارب اس قسم کے الفاظ موجود ہیں عربی میں نہیں، عربی میں ہزار وہ آخری عدد ہے جس کا ذکر عربی زبان میں ملتا ہے۔ تو چونکہ آخری ہے اس لحاظ سے تکمیل کا مظہر بن جاتا ہے اس سے اوپر کوئی عدد ہو نہیں سکتا۔ تو جب کہنا ہو کہ ایک ایسا مقام جس کے اوپر کوئی اور مقام نہ ہو اعداد کی دنیا میں تو اس کے لئے اُلف لفظ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے معانی صرف یہ نہیں ہیں کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے بلکہ یہ مراد ہے تم اپنی گنتی کو جس انتہا تک بھی پہنچا دو اس سے بھی وہ رات بہتر ہے کیونکہ ہم نے تکمیل کے عدد میں اس کی خوبی کا ذکر کیا ہے۔

یہ رات کیا چیز ہے اور اس سے کس طرح استفادہ ہونا چاہئے؟ اس مضمون سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت ہی عارفانہ روشنی ڈالی ہے اور نئے پہلوؤں سے اس رات کے متعلق اس کی حقیقتوں سے متعلق ہمیں متعارف فرمایا۔ خصوصیت کے ساتھ آپؑ نے یہ بیان فرمایا کہ اس لیلۃ القدر سے مراد دراصل اول طور پر وہ زمانہ ہے یعنی وہ تاریکی اور ظلمات کا زمانہ جو قرآن کے نزول کا زبان حال سے مطالبہ کر رہا تھا اور آنحضرت ﷺ کے دل کی بے قرار تمنا جو اس رات میں عرش تک پہنچی وہ قرآن کریم کے نزول کا موجب بنی۔ تو رات کے اندر جو کیفیات ہوتی ہیں مختلف ان کا ذکر فرما کر آپؑ نے قرآن کریم کے نزول کو اس فجر سے تشبیہ دی جس کا اس سورت میں ذکر ملتا ہے لیکن اس کو سمجھانے کے لئے چونکہ عموماً عربی زبان کا معیار بہت تھوڑا ہے کچھ زیادہ تفصیل سے بیان کرنا پڑے گا۔

رات کے لئے بہت سے الفاظ ہیں لیکن لیل اور لیلۃٌ یہ دو لفظ ملتے جلتے عربی میں موجود ہیں۔ لیل کا جو الٹ ہے اس کا عکس نہار بیان کیا جاتا ہے اور لیلۃ کا Opposite Number

یعنی اس کے متقابل لفظ وہ نہار نہیں بلکہ یوم ہے اور اسی سے لیل اور لیلۃٌ کا فرق سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے نہار تو عرف عام میں اسی دن کو کہتے ہیں جو سورج کے ساتھ چڑھا اور سورج کے ڈوبنے کے ساتھ ڈوب گیا اور بڑے وسیع عرصے یا اہم زمانے کے لئے نہار کا لفظ استعمال نہیں ہوتا۔ چنانچہ قرآن کریم نے زمین و آسمان کی پیدائش کا یا اور بڑے اہم واقعات کا جہاں بھی ذکر فرمایا ہے وہاں یوم کا لفظ استعمال فرمایا ہے نہار کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا تو یوم ایک بہت ہی وسیع المعنیٰ لفظ ہے، بہت بڑے زمانے پر بھی اطلاق پاتا ہے یہاں تک کہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ پچاس ہزار سال کا بھی ایک یوم ہوتا ہے۔ تو اس کا سورج کے چڑھنے یا ڈوبنے سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن زمانوں کے بعد جب سورج کا ذکر آئے گا تو مراد ہے عظیم الشان کامیابی، غیر معمولی خوش خبریاں، بہت ہی حیرت انگیز بشارتوں کا دور تو جس طرح یوم ایک Metaphoric Figuer of Speach بن جاتا ہے، ایک استعارہ ہو جاتا ہے اسی طرح سورج بھی انہی معنوں میں ایک دوسرے مضمون کی طرف اشارہ کرنے والا لفظ ہے۔

چنانچہ قرآن میں جب لیل کے بجائے لیلۃٌ کا لفظ استعمال فرمایا تو مراد یہ ہے کہ جس طرح بعض دن لمبے ہوتے ہیں اور خاص اہمیت رکھتے ہیں اسی طرح بعض راتیں بھی لمبی ہوا کرتی ہیں اور خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ راتوں کے اندر جو مضامین پائے جاتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ہے ظلم اور تاریکی اور دراصل تاریکی عرف عام میں جسے ہم ظلم کہتے ہیں یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ جب انسانی فطرت خدا کی روشنی سے دور ہو جاتی ہے تو وہ ظلم اور سفا کی پر آمادہ ہو جاتی ہے اور ایک ہے غم، یہ بھی رات کے اندر مفہوم پایا جاتا ہے پس ظلم کے پہلو سے یعنی پہلے اندھیرے کے معنوں میں ہر قسم کے ظلم کے جرائم، ہر قسم کی سفا کیاں اور ایک دوسرے پر تعدی کرنا یہ سارا مضمون لیلۃٌ کے تابع آجاتا ہے۔ ایک ایسا لمبا زمانہ تاریکی کا جس میں جرم اپنی انتہا کو پہنچ جائیں اور انسان انسان کو دکھ پہنچانے میں جس حد تک اسے توفیق ہے وہ اس توفیق کو حاصل کر لے، اپنی استطاعت کے درجۂ کمال کو پہنچ جائے دکھ پہنچانے میں، اس کے مقابل پر دکھ اٹھانے والوں کی بھی ایک رات ہوگی جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس کی حیثیت سے لمبی ہوگی۔ اسی حیثیت سے گہری ہو جائے گی جتنا جرائم کرنے والے اپنے جرموں میں بڑھیں گے اسی نسبت سے ان جرموں کا نشانہ بننے والے غیر معمولی دکھ اٹھا رہے ہوں

گے اور وہ دکھوں اور مصیبتوں کی رات بن جائے گی۔

اس کے برعکس دوسرا معنی یہ تو ایک معنی کے دو شاخیں تھیں۔ دوسرا معنیٰ اس کا یہ بنتا ہے کہ ایک طرف تو جرم کرنے والے خدا تعالیٰ کے عذاب کا مطالبہ کر رہے ہوتے ہیں اور اس تقدیر شر کا مطالبہ کر رہے ہوتے ہیں جو ان کے لئے مقدر ہوتی ہے اور دوسری طرف دکھ اٹھانے والے یا غیروں کا دکھ محسوس کرنے والے بڑی گریہ وزاری کرتے ہیں راتوں کے وقت اور بعض راتیں جیسا کہ دنیا کی ہر زبان کے اشعار میں ذکر ملتا ہے اتنی بھاری اور اتنی بوجھل معلوم ہوتی ہیں کہ بے قراری کے ساتھ انسان اٹھ اٹھ کر دیکھتا ہے کہ کب صبح کی شفق طلوع ہوگی کب فجر پھوٹے گی؟ بیماروں کی حالت ایسی ہوتی ہے ایک ایک لحہ انتظار کرتے ہیں کہ کب صبح کی خوش خبری ملے گی۔ تو صبح کے ساتھ ایک سکون کا پہلو بھی ہے اور جرائم کے ختم ہونے کا پہلو بھی ہے۔ چوروں اچکوں کے جو وقت ہیں وہ راتوں کے وقت ہوتے ہیں اور دن کے وقت ان کو پکڑنے کے وقت ہوتے ہیں۔ تو وہ رات جو عرب میں اس وقت جاری ہوئی جب آنحضرت ﷺ کا زمانہ تھا اس میں یہ ساری کیفیات اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۲) جہاں تک جرائم کا اور خدا تعالیٰ سے دوری کا تعلق ہے خشکی بھی گندی ہوگئی تھی اور تری بھی گندی ہوگئی یعنی مذاہب کی دنیا بھی تباہ ہو چکی تھی اور غیر مذہبی دنیا بھی تباہ ہو چکی تھی اور ایک طرف جرائم مطالبہ کر رہے تھے کہ خدا تعالیٰ اس دوسری تقدیر کو ظاہر کرے اور جرائم جو مطالبہ کرتے ہیں نئی تقدیر کا اس میں دونوں باتیں آ جاتی ہیں۔ اول یہ کہ جرائم زبان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اب بہت ہو چکی ہے اب وقت بدل دے، اب مزید جرائم سے دنیا تباہ ہو جائے گی اور دوسری طرف جرائم زبان حال سے سزا کا مطالبہ کر رہے ہوتے ہیں اور اس کے مقابل پر کچھ لوگ گریہ وزاری میں انتہا کر دیتے ہیں خدا کے حضور کہ اے خدا صبح کا منہ دکھا۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے جو دعائیں کیں وہی دعائیں تھیں، جو خدا کے فضل کو کھینچ لانے کا موجب بنیں اور اس کے نتیجہ میں پھر شریعت کا سورج طلوع ہوا ہے۔ پس لیلۃٌ کو لیل کی بجائے ایک حرف کے اضافے سے حیرت انگیز وسعت عطا فرما دی قرآن کریم نے اور ایسی وسعت جو ہر قسم کے مضامین کو سمیٹ لیتی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی رات میں سَلٰمٌ کا ذکر ہے امر الٰہی کے ساتھ اور یہ فرمایا

گیا هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ. یہ کیا مطلب ہے؟ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝؟ مَطْلَعِ الْفَجْرِ کے بعد کیا فرشتے نازل نہیں ہوں گے؟ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ یہ ہے پوری آیت جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں کہ کثرت کے ساتھ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى ہر امر میں وہ سلامتی کا پیغام دے رہے ہوتے ہیں هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ یہاں تک کہ صبح کا سورج طلوع ہو جائے۔ تو کیا سورج کے طلوع ہونے کے ساتھ پھر خدا کی رحمتیں چلی جاتی ہیں؟ بشارتیں ہٹ جاتی ہیں اور سلامتیاں غائب ہو جاتی ہیں یہ کیا مطلب ہے؟ اس کا دراصل مطلب یہ ہے کہ سورج جب تک نہیں نکلتا اس وقت تک تسلی دینے کا وقت ہوا کرتا ہے جب سورج طلوع ہو جائے تو پھر تو سب کچھ نصیب میں آ گیا اس لئے خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ وہ رات خدا کے بعض بندوں پر چونکہ بہت بھاری ہوتی ہے اور یہ بھی بتانا چاہتا ہے کہ صبح انہی کی وجہ سے طلوع ہوتی ہے اگر خدا کے وہ پیارے بندے نہ ہوں جن کا دکھ عرش پر محسوس کیا جاتا ہے تو خدا کو کوئی پرواہ نہیں کہ یہ راتیں کتنی لمبی ہو جائیں۔ انھی کی بے قراری ہے جن پر نظر کر کے خدا پھر ان راتوں کو دنوں میں تبدیل کیا کرتا ہے ورنہ ایسے ظلم کی راتیں بھی آتی ہیں کہ ہزار ہزار سال کی رات چلی چلی جاتی ہے۔

بڑی بڑی ایمپائرز ہیں جو تباہ ہوئیں، بڑی بڑی قومیں مظلوم ہوئیں، غلام بنائی گئیں لیکن کوئی ان کی نہیں سنی گئی، کوئی ان کے لئے فریاد کرنے والا ایسا نہیں تھا جو خدا تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ لاتا اس لئے دنیا کے مسائل کی راتیں بعض دفعہ تو بہت ہی لمبی ہو جایا کرتی ہیں جیسا کہ میں نے شاید پہلے بھی ایک دفعہ ذکر کیا تھا چرچل سے جب ٹراٹسکی ملا ہے تو اس نے یہ شکایت کی کہ میں تو سمجھا تھا کہ کیمونسٹ دنیا میں کمیونزم کے ذریعہ روس آزاد ہو جائے گا اس لئے میں جدوجہد کر رہا تھا لیکن میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ میرا اہم وطن گہری غلامی کی زنجیروں میں جکڑا گیا ہے اور مجھے یہ خوف ہے کہ ایک بہت ہی لمبی رات ہے جس نے ویسٹ روس کو ڈھانپ لیا ہے اس سے اب مفر کی کوئی صورت نہیں رہی، میں اس لئے باہر آ گیا ہوں حالانکہ وہ لینن کے پلے کا لیڈر تھا اور اس کے ساتھ مل کر بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اتفاق تھا کہ لینن اوپر آ گیا ورنہ ٹراٹسکی بھی آ سکتا تھا اتنے مقام کا وہ اشترا کی لیڈر تھا جس نے بے شمار

قربانیاں دی ہیں اشترا کیت کے لئے لیکن جب اس نے اشترا کیت کو حاصل کیا یعنی اشترا کیت کے پھل کو تب اس کو محسوس ہوا کہ یہ تو کڑوا پھل ہے۔ بہر حال چرچل نے اس کو تسلی دینے کے لئے کہا اس نے خود اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ دیکھو راتیں آیا کرتی ہیں اور دیکھو روم کی ایمپائر جب ختم ہوئی تھی تو پھر ایک رات ہی آئی تھی نا اب دیکھو یورپ کی روشنی اسی رات میں سے پیدا ہوئی ہے تو یہ ہوتا رہتا ہے، تم اتنے مایوس نہ ہو روس بھی اسی طرح صبح کا منہ دیکھ لے گا تو ٹراٹسکی نے اس کو جواب دیا کہ ہاں مجھے علم ہے لیکن مجھے یہ بھی علم ہے کہ روم کا سورج جب غروب ہوا تھا تو ایک ہزار سال کی رات تھی جس کے بعد پھر دوبارہ سورج طلوع ہوا ہے یورپ پر تو کیا تم مجھے یہ خوش خبری دے رہے ہو کہ روس کے لئے ایک ہزار سال کی رات مقدر ہو چکی؟ یہ تو کوئی خوش خبری نہیں۔

تو لیلۃ کا زمانہ بڑا لمبا بھی ہو جاتا ہے، اتنا لمبا کہ بعض قومیں جن کا کوئی پرسان حال نہ ہو ان کی ایک رات ہزار سال کی رات بھی بن جاتی ہے مگر قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسی راتیں بھی آتیں ہیں اور وہ **لیلۃ القدر** ہے جن میں خدا کے کچھ بندے ایسے ہیں جو ان راتوں کو تبدیل کر دیا کرتے ہیں اپنی گریہ وزاری کے ساتھ، اپنی عبادتوں کے ساتھ۔ ایسی ہی ایک رات آئی تھی جب محمد مصطفیٰ ﷺ ظاہر ہوئے تھے، یہ آپؐ کی گریہ وزاری تھی، یہ آپؐ کی غار حرا کی عبادتیں تھیں جنہوں نے وہ سورج طلوع کیا جو ہزار ہا راتوں سے بڑھ کر اہم تھا اور جس کا زمانہ نہ ختم ہونے والا زمانہ ہے پس اَلۡف جو ہزار مہینوں کا ذکر ہے یہ وہ عام ہزار مہینے نہیں ہیں بلکہ ہزار کا لفظ جب انسانی زندگی پر بولا جاتا ہے تو یہ معنے ہوں گے کہ پوری انسانی زندگی سے بڑھ کر ہے وہ رات لیکن جب قومی زندگی پر اطلاق پائے گا تو مراد صرف یہ ہوگی کہ نہ ختم ہونے والا ایک دن آنے والا ہے، ایسا دن جو پھر کبھی غروب نہیں ہوگا اور اس لئے ہوگا کہ فرشتے نازل ہو رہے تھے کسی کی بے قراری کو دیکھ کر یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے اور وہ تسلی یہ دے رہے تھے کہ فکر نہ کرو روشنی کا زمانہ بہت دور نہیں ہے تم عنقریب سورج کو طلوع ہوتے دیکھو گے اور یہاں جس سورج کی خوش خبری دی جا رہی تھی عجیب لطف کی بات ہے کہ ایک پہلو سے وہ خود حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی تھے کہ اس رات میں سے تو تُو طلوع ہونے والا ہے تجھے کیا غم تو نے ہی دنیا کو اجاگر کرنا ہے اور ان کے اندھیروں کو روشنیوں میں بدلنا ہے۔ تو یہ جو

سَلٰمٌ کی خوش خبریاں تھیں اس سے مراد یہ نہیں تھی کہ صبح تک سلام ہے اس کے بعد سلامتی ختم ہے۔ مراد یہ ہے کہ اندھیرے میں بے چینی کے وقت مریض کو تسلی دی جاتی ہے دکھ اٹھانے والے کو دلاسے دیئے جاتے ہیں۔ مائیں جس طرح بچوں کو کہتی ہیں کوئی بات نہیں دیکھو صبح سورج طلوع ہوگا تو تم ٹھیک ہو جاؤ گے، ڈاکٹر آ جائے گا فلاں مدد کو پہنچے گا۔ ان معنوں میں فرشتے نازل ہوتے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ فکر نہ کرو وہ دن دور بہت نہیں ہے جس کا انتظار ہے۔

یہ تو قومی لحاظ سے لیلۃ کے معنی ہیں اور انفرادی طور پر بھی انسان کی زندگی میں ایسا زمانہ آتا ہے کہ جب وہ جرائم کی دنیا میں غرق ہو جاتا ہے بسا اوقات اس پر تاریکی کی رات آتی ہے۔ ایسا زمانہ بھی آتا ہے کہ جب وہ دکھوں میں مبتلا ہوتا ہے اور یوں محسوس کرتا ہے کہ یہ دکھ اب کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ اس وقت بھی اسی قسم کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے اور وہ خاص وقت دعا کا جو قبولیت کا، غیر معمولی قبولیت کا وقت ہوتا ہے وہ لیلۃ القدر ہے جس کا اس سورت میں انفرادی زندگی کے لحاظ سے ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس وقت ایک بے قرار دل میں تمنا اُٹھتی ہے۔ بعض دفعہ گناہ گاروں کے لئے بھی ایک رات آتی ہے جب وہ توبہ کرتے ہیں اور وہ توبہ کا لمحہ ان کی ساری زندگی سے بہتر ہوا کرتا ہے اور بعض دفعہ دکھ اٹھانے والوں کی زندگی میں بھی ایک رات آتی ہے ان کی گریہ وزاری کی رات جو اس مقام کو پہنچ جاتی ہے جس کے بعد سوال ہی باقی نہیں رہتا کہ سورج طلوع نہ ہو۔ اور یہ انفرادی زندگی کی رات جو ہے بعض دفعہ اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ جاتی ہے، مختصر نسبتاً مگر قومی زندگی کی رات بن جاتی ہے۔ ایک رات تو ہے قومی زندگی کی جس کا سورج کبھی طلوع ہی نہیں ہوگا اور پھر وہ دن کبھی واپس نہیں آئے گا۔ ان معنوں میں کہ ہمیشہ کے لئے قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کے سورج کو دنیا کی نظر سے اوجھل کر دیں ایک تو وہ رات ہے۔ ایک مختصر دور بھی آتے ہیں قومی زندگی میں جس میں افراد سے بڑھ کر معاملہ ہو جاتا ہے لیکن اتنا لمبا نہیں اور وہ دور ایسے ہیں جن میں قومیں داخل ہوتی بھی رہتی ہیں اور ان سے نکلتی بھی رہتی ہیں۔ کبھی یہ راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں کبھی یہ راتیں لمبی ہو جاتی ہیں۔

آج کل جماعت احمدیہ جس دور سے گزر رہی ہے۔ یہ بھی ایک ایسا ہی لیلۃ القدر کا دور ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے لفظ قدر کو سمجھنا بھی ضروری ہے کیونکہ قدر کو سمجھے بغیر لیلۃ القدر کی حقیقت تو معلوم نہیں ہو سکتی۔ قدر کہتے ہیں ایک لحاظ سے تقدیر کو یعنی قسمتیں بنانے والی رات یا قسمتیں

بگاڑنے والی رات، ایسی رات جو تقدیروں کا فیصلہ کرنے کے لئے آتی ہے۔ چنانچہ اس پہلو سے جب آنحضرت ﷺ کے زمانے پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک ہی رات تھی جس نے ایک وقت میں مسلمانوں کی قسمت بنانے کا فیصلہ کر دیا اور مشرکین کی قسمت مٹانے کا فیصلہ کر دیا۔ وہ غرق کرگئی آنحضرت ﷺ کے مخالفین کو اور بچا گئی آپؐ کے ماننے والوں کو اور ہر معاند ہر مخالف کی تقدیر لکھ دی کہ وہ لازماً ناکام و رسوا اور ذلیل ہوگا۔ ہر مومن کے لئے یہ تقدیر لکھی گئی کہ وہ بہرحال ہر قیمت پر یقیناً کامیاب ہو کر رہے گا۔ پس ان معنوں میں تقدیر بنانے والی اور تقدیر بگاڑنے والی رات آیا کرتی ہے۔ ایسی ہی ایک رات میں ہم اس وقت گزر رہے ہیں اور ہماری دعائیں ہی ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ جو ہمیں توفیق دے رہا ہے کہ جس نے اس رات کا فیصلہ کرنا ہے۔

دوسرا پہلو قدر کا، قدر کے اندر ایک معنی پائے جاتے ہیں قدرت نمائی کے یعنی ایسی باتیں جو بظاہر ناممکن ہوں، انسانی طاقت میں نہ ہوں وہ باتیں بھی خدا اس رات کے بعد دکھایا کرتا ہے۔ یعنی ایک طرف آنحضرت ﷺ اور آپؐ کا عجز اور آپؐ کی انکساری اور آپؐ کے بے کس ساتھی بے بس کوئی طاقت کوئی اختیار نہیں تھا۔ ہر سفلہ انسان، ہر کمینہ انسان دنیا کے سب سے بڑے معززین پر حملے کر رہا تھا۔ زبانیں دراز کر کر کے بھی اور جسمانی دکھ دے کر بھی۔ کس قدر بے بسی کی رات ہے۔ ان کی بے بسی کی رات قدرت کے دن میں تبدیل کی جاتی ہے، خدا اپنی قدرت نمائی کا نشان دکھاتا ہے اور کمزوروں کو طاقتور بنا دیتا ہے اس لئے قدر کا ایک معنی عام لحاظ سے قدرت نمائی معجزہ دکھانا اور قوت کا اظہار غیر معمولی قوت کا اظہار یہ بھی اس کا معنی ہے۔ تو مراد یہ ہے کہ ایک ایسی رات آتی ہے جو کمزوروں کو قوی کر دیتی ہے اور اس رات کا بوجھ جب پڑتا ہے۔ تو بڑے بڑے طاقتور کمزور اور بے کار ہو جاتے ہیں۔ نہتے ہو کر رہ جاتے ہیں، ان کو وہ ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے تو دراصل تو وہی تقدیر خیر و شر کے معانی ہیں لیکن زیادہ تفصیل سے جب ہم معانی پر غور کرتے ہیں تو تقدیر کی نئی شکلیں سامنے آتی ہیں۔

پھر قدر کا ایک معنی وہ بھی ہے جسے ہم اردو میں کہتے ہیں اس کی بڑی قدر کی گئی ہماری کب قدر کرے گا کوئی ہم نے تو بہت کچھ کیا لیکن قدر نہ کی گئی۔ یہ قدر دراصل قیمت سے معنی نکلا ہے یہ جو عرف عام میں ہم قدر کہتے ہیں، یہ عربی میں دراصل قیمت کے نتیجے میں یہ اردو کو معنی بخشا گیا۔ قدر

کہتے ہیں قیمت کو تو مراد یہ ہوتی ہے کہ ہماری قیمت کب ڈالی جائے گی ؟ کب ہمیں پوچھا جائے گا ؟ کب ہماری محنتوں کی طرف نگاہ کی جائے گی ؟ تو ان معنوں میں قدر کی رات سے مراد یہ ہے کہ ایسی دکھوں کی رات جب بعض دکھ اٹھانے والوں کی قیمت ڈالی جائے گی ۔ ان کو بے سہارا نہیں چھوڑا جائے گا ۔ اللہ کے پیار کی نگاہیں ان پر پڑیں گی اور ان کی قیمت ڈال کر بتائیں گی کہ دنیا میں اگر کوئی قیمتی وجود تھے تو یہی تھے ۔ ان کے مقابل پر بڑے سے بڑے لوگوں کی بھی کوئی قیمت نہیں، بڑی سے بڑی قوموں کی بھی کوئی قیمت خدا کی نظر میں نہیں ہے ۔ تو قیمتیں ڈالنے والی رات نکمی چیزوں کو رد کرے گی کہ تمہاری کوئی قیمت نہیں ہے، وہ نکمی چیزیں رد کی جائیں گی جو بظاہر بڑی شان و شوکت والی بظاہر بڑی چمک دمک والی نظر آتی تھیں اور کچھ نکمی نظر آنے والی چیزوں کی قیمت ڈالی جائے گی جو دنیا کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں، بڑی ان کو قیمت ملے گی ۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ اور آپؐ کے غلاموں کے ساتھ خدا تعالیٰ نے یہی سلوک فرمایا اور آپؐ کا بھی مزاج چونکہ اپنے رب کا مزاج تھا اس لئے آپؐ بھی اسی طرح لوگوں کے لئے قدر کی رات بن گئے تھے، لوگوں کے لئے قیمتیں اس طرح ڈالتے تھے جس طرح خدا اپنے بندوں کی قیمتیں ڈالا کرتا ہے ۔

چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے متعلق بہت پیارا واقعہ ہے جو بار بار جماعت کے درسوں اور خطبوں میں بیان ہوتا رہتا ہے لیکن ایک ایسا پیارا واقعہ ہے جس کی لذت ختم ہی نہیں ہو سکتی اور اس کا تعلق بھی لیلۃ القدر کے ان معنوں سے ہے ۔ آنحضرت ﷺ ایک دفعہ بازار سے گزر رہے تھے تو ایک ایسا حبشی یا معمولی حیثیت کا انسان ضروری نہیں کہ حبشی تھا وہ جو نہایت ہی بدصورت تھا، ایسا بدصورت کہ لوگ اس کے چہرے پر نظر ڈال کر گھبرا کر دوسری طرف منہ کر لیا کرتے تھے اور بالکل بے زر تھا، نہایت مفلس اور گندے کپڑے، پسینے میں لت پت، مزدوری کرنے والا ایک نہایت غریب انسان ۔ وہ ایک موقعہ پر کھڑا اپنی حالت کے اوپر غور کر رہا تھا ۔ آنحضرت ﷺ کا وہاں سے گزر ہوا اور آپؐ نے اس کے چہرے کی کیفیت پہچان کر پیچھے سے جا کر جس طرح مائیں بعض دفعہ بچوں کو لپیٹ لیتی ہیں اپنی بانہوں میں یا آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں پیار کرنے والے اس طرح آپؐ نے پیچھے سے جا کر اسکو اپنی بانہوں میں لپیٹ لیا، سمیٹ لیا اور اس زور سے جکڑ لیا کہ وہ مڑ کے دیکھ نہیں سکتا تھا کہ کون ہے ۔ اس نے اپنے ہاتھ آنحضرت ﷺ کے جسم پر پھیرنے شروع کئے اور پھیرتا

چلا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بتاؤ میں کون ہوں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! آپؐ کے سوا ہو کون سکتا ہے۔ یہ محبت یہ شفقت کسی اور کو نصیب کیسے ہو سکتی ہے۔ میں تو صرف اس لئے دیر کر رہا تھا کہ مجھے زیادہ موقع مل جائے آپؐ کے جسم کے ساتھ اپنے جسم کو مَس کرنے کا میں تو اس لئے رگڑ رہا تھا اپنے بدن کو یہ دن مجھے کب نصیب ہوں گے۔ (مسند احمد کتاب باقی مسند المکثرین باب مسند انس بن مالک) یہ ہے وہ قدر کی رات جن کے لئے قدر کی رات آتی ہے وہ پھر آگے یہ قدریں تقسیم کرنے والے بن جایا کرتے ہیں، پسماندہ قوموں کو وہ اٹھاتے ہیں، غریبوں اور بے سہاروں کا سہارا بن جایا کرتے ہیں، ان کے ذریعے پھر اللہ کی قدریں تقسیم ہوتی ہیں اور قیمتیں ڈالی جاتی ہیں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے بڑی محبت سے اس کی مزید دلجوئی کے لیے فرمایا کہ ایک میرا غلام ہے میں جسے بیچتا ہوں۔ ہے کوئی لینے والا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! کون مجھے خریدے گا۔ میری تو کوئی قیمت نہیں۔ آپؐ نے فرمایا نہیں نہیں یہ نہ کہو میرے خدا کی نظر میں تمہاری بہت قیمت ہے اُس کی تو اُسی وقت قیمت پڑ گئی تھی جب رسول اللہ ﷺ کی محبت کی نظر اس پر پڑی۔ تو وہ لوگ جن کی قیمتیں نہیں ڈالی جاتیں، یہ قدر کی رات اس طرح اس شان کے ساتھ ان پر ظہور کیا کرتی ہے کہ وہ آگے قیمتیں ڈالنے والے بن جایا کرتے ہیں۔ بے سہارا اور کمزور اور بے قیمت لوگ ان کے فیض سے پھر قیمتیں پایا کرتے ہیں۔ اس دور میں سے بھی ہم گزر رہے ہیں۔ آج جماعت احمدیہ بعض ممالک میں اتنی ذلیل اور بے قیمت اور ایسی بے سہارا ہے کہ ہر سِفلہ انسان اٹھتا ہے اور جماعت کے اوپر زبان طعن دراز کرنے لگتا ہے اور ان کی عزتوں پر ہاتھ ڈالتا ہے اور فخر کیا جا رہا ہے اس بات پر بڑے سے بڑے صاحب اقتدار خوش ہوتے ہیں ان کے ساتھ شامل ہونے میں اور اپنے آپ کو ان کے ساتھ ان کے ہم جولی بتانے میں ان کا ساتھی بتانے میں آپ کی کوئی قیمت نہیں ہے **لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ لازماً خدا کی نظر میں آپ کی قیمت ہے اور خدا کی نظر آپ کو قیمتی بنا کر دکھائے گی اور جھوٹی قیمتیں مٹائی جائیں گی۔ آپ قیمتیں ڈالنے والے بنیں گے، خدا کی قسم آپ قیمتیں ڈالنے والے بنیں گے، آپ قیمتیں ڈالنے والے بنیں گے۔**

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور نے فرمایا:

نماز جمعہ کے بعد کچھ غائب جنازے ہوں گے۔ ایک تو ہمارے ڈاکٹر عبدالقادر صاحب شہید جو چند دن پہلے فیصل آباد میں بڑے ظالمانہ طریق سے شہید کئے گئے ان کا جنازہ ہے اور ایک

سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت مرزا عزیز احمد صاحب جو معروف ہیں ساری جماعت میں اللہ کے فضل کے ساتھ ، حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی صاحبزادی تھیں اور حضرت اماں جان کی بھانجی اور مرزا عزیز احمد صاحب مرزا سلطان احمد صاحب کے بڑے صاحب زادے تھے۔ معلم ابراہیم بیچی صاحب نائیجیریا میں بڑے مخلص فدائی جماعت کے پرانے کارکن ۔ یہ بھی وفات پا گئے ہیں اور اسی طرح ایک سلسلے کے بڑی محبت کرنے والے درویش صفت دوست ڈاکٹر چوہدری بشیر احمد صاحب۔ ان سب کا نماز جنازہ غائب پڑھا جائے گا۔ ایک اور خاتون ہیں جرمنی میں انہوں نے دو تین سال پہلے بیعت کی تھی۔ آرڈر ہائیڈ مسز ایل مبارک طاہر یہ بھی گو تھوڑی دیر ہوئی بیعت کی تھی لیکن بہت تیزی کے ساتھ سلسلے سے محبت اور اخلاص میں ترقی کر رہی تھیں اور جب کسی جرمن احمدی کو دیکھتی تھیں تو کھل اٹھتی تھیں خوشی سے کہ الحمدللہ وقت آرہا ہے کہ سارا جرمنی احمدی ہو جائے گا اور اپنے بچوں کو بھی بڑی باقاعدگی سے مسجد لے کر جاتی تھیں یہ بھی نوجوانی کی عمر میں ہی اچانک ہارٹ فیل سے وفات پا گئی ہیں۔ ان سب کی نماز جنازہ غائب جمعہ کے بعد ہوگی۔